پروفیسر ساجد میر ایم اے (اسلامیات و انگریزی)

فقہ الحدیث

مسائلِ طہارت

پانی اور اس کے احکام

الحمد للہ ترجمان الحدیث کامیابی سے قبولیت عامہ کے مدارج طے کر رہا ہے اور اس کے بلند پایہ مشمولات و مضامین اہلِ ذوق سے خراجِ تحسین وصول کر رہے ہیں تاہم کچھ عرصہ سے احباب کا تقاضا تھا کہ ترجمان میں روزمرہ عوامی زندگی کی رہنمائی کے لیے براہِ راست کتاب و سنت سے مستنبط فقہی مسائل و احکام جدید ترتیب سے لکھے جائیں چنانچہ اس شمارہ سے یہ سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ اس کی ترتیب و تدوین میں درج ذیل کتب خصوصیت سے پیش نظر ہوں گی ——————

۱۔ قرآن مجید مع تفاسیر ۲۔ صحاح ستہ ۳۔ فقہ السنہ للسید سابق المصری ۴۔ نیل الاوطار للشوکانی رحمہ اللہ ۵۔ فتح الباری لابن حجر ۶۔ التلخیص الحبیر لابن حجر ۷۔ احکام الاحکام لابن الاثیر ۸۔ الدرر البہیۃ للشوکانی رحمہ اللہ مع شرح الروضۃ الندیہ للنواب صدیق حسن رحمہ اللہ ۹۔ المحلی لابن حزم ۱۰۔ المغنی لابن قدامۃ ۱۱۔ بدایۃ المجتہد لابن رشد ۱۲۔ زاد المعاد لابن قیم رحمہ اللہ ۱۳۔ مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح للعلامہ عبید اللہ المبارکفوری ۱۴۔ شروح بلوغ المرام للامیر الیمانی رحمہ اللہ، والنواب صدیق حسن رحمہ اللہ و سید احمد حسن رحمہ اللہ ۱۵۔ تحفۃ الاحوذی و عون المعبود شروح جامع ترمذی و سنن ابی داؤد ۱۶۔ حجۃ اللہ البالغہ ۱۷۔ فتاویٰ نذیریہ رحمہ اللہ ۱۸۔ تحفۃ الفقہاء للسمرقندی

طہارت و پاکیزگی تمام عباداتِ شرعیہ کی بنیاد ہے اس لیے عموماً طہارت اور اس کے متعلقات کے بیان ہی سے احکام و مسائل کا آغاز کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے پانی اور اس کی مختلف قسموں کی شرعی حیثیت کو سمجھنا ضروری ہے۔

المیاہ و اقسامہا پانی اور اس کی مختلف اقسام

عام پانی طاہر اور مطہر ہے یعنی خود بھی پاک ہے اور ناپاک جگہ جسم اور کپڑوں کو پاک بھی کرتا ہے۔ قرآن[۱] مجید میں ہے: وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا۔ کیفیت اور حکم کے لحاظ سے پانی کی مختلف قسمیں ہیں مثلاً:

۱۔ بارش وغیرہ کا پانی

بارش، اولوں اور برف کے پانی کی طہارت قرآن پاک کے علاوہ اس حدیث[۲] سے ظاہر ہے جس میں نماز کی دعائے افتتاح اللھم باعد بینی الخ مذکور ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَایَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ کنوؤں، نہروں، چشموں، نلکوں اور دریاؤں کا عام پانی بھی حکم میں بارش کے پانی سے ملحق ہے

۲۔ سمندری پانی

سمندری پانی بھی پاک ہے۔ سمندر کے پانی کی پاکیزگی کے متعلق صحابہؓ کو کچھ شبہہ ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[۳]:

ھو الطھور ماءہٗ والحل میتتہٗ اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

صحابہؓ کے شبہہ کی وجہ یہ تھی کہ سمندری پانی کا رنگ اور ذائقہ عام پانی سا نہیں ہوتا۔ لیکن جلیا کہ ملا علی قاریؒ نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے:

ان طعمہ ولونہ جبلیان رنگ وذائقہ کا یہ فرق قدرتی وجبلی ہے مصنوعی نہیں

اس لیے عدم طہارت کی کوئی وجہ نہیں۔

۳۔ مستعمل پانی

وہ[۴] پانی جو کسی وضو یا غسل کرنے والے کے اعضاء سے لگ کر گرا ہو۔ مائے مستعمل کہلاتا ہے۔ بعض حنفیہ نے مستعمل پانی کو اس حد تک ناپاک ونجس قرار دیا ہے کہ اگر کوئی وضو کا استعمال شدہ پانی کنوئیں میں پھینک دے تو امام ابو یوسف وغیرہ کے نزدیک کنوئیں کا سارا پانی نکال باہر کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

---

[۱] الفرقان ۴۸ [۲] [۳] صحیحین عن ابی ہریرۃ [۴] المحلی، ط منیریہ، ۱۴۲/۱، بدایۃ المجتہد ۲۷/۱۔ ط مصر

ظاہر ہے یہ شدت بلا دلیل ہے۔ البتہ بعض ائمہ کا خیال ہے کہ یہ پانی خود تو طاہر ہوتا ہے مگر مطہر اور پاک کرنے والا نہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے اکثر نیز امام مجدالدین ابن تیمیہؒ صاحب المنتقیٰ (مشہور و معروف امام تقی الدین ابن تیمیہؒ کے دادا) کا یہی خیال ہے جس کی تائید کی کوشش انہوں نے مختلف احادیث سے کی ہے مگر ان کے شارح امام شوکانیؒ نے حدیث[1] ان الماء لا یجنب اور کان یغتسل بفضل میمونۃ (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہؓ کے بچے ہوئے استعمال شدہ پانی سے غسل کر لیتے تھے) سے استدلال کرتے ہوئے اس مسلک کی تردید کی ہے اور نواب صدیق حسنؒ نے لکھا ہے[2]:

الحق ان المستعمل طاھر ومطھر مستعمل پانی طاہر بھی ہے اور مطہر بھی۔

یہ الگ بات ہے کہ کوئی طبعاً مکروہ جانے، مگر شرعاً یہ پاک ہے۔

۴۔ پرانا پانی

اگر پاک پانی عرصہ تک جامد پڑا رہے اور اس وجہ سے اس کے رنگ، بو اور ذائقہ میں قدرے فرق بھی پڑ جائے تو بھی وہ پاک[3] ہے اس لیے کہ لفظ ماء (پانی) کا اطلاق اس پر بدستور جاری ہے اور وہ کسی نجاست سے آلودہ بھی نہیں ہوا۔ اصول یہ ہے کہ[4] التغیر باللبث لا یضر حتی کہ اس پر کائی جم جائے یا درختوں کے پتے کثرت سے اس میں شامل ہو جائیں تو بھی وہ شرعاً پاک ہے اور کائی وغیرہ ہٹا کر اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۵ مخلوط پانی

اگر پانی میں کوئی پاک چیز مثلاً زعفران، صابن، آٹا، پاؤڈر، دوائی وغیرہ مل جائے تو بھی یہی اصول ہے کہ اگر اس پر عرف عام میں "لفظ پانی" کا اطلاق ہوتا ہے تو وہ طاہر و مطہر (امام مالک و شافعی کے نزدیک صرف طاہر) ہے (ہدایہ ص۲) لیکن اگر ان اشیاء کی آمیزش اس حد تک ہو چکی ہے کہ اس نے اسے پانی کے علاوہ کچھ اور بنا دیا ہے تو پھر ظاہر ہے، وہ پانی کے حکم سے نکل جائے گا[5]۔ حدیث[6] میں ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغتسل ھو و میمونۃ من اناء واحد، قصعۃ فیھا اثر العجین (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے لگن سے غسل فرمایا جس میں گندھے ہوئے آٹے کا اثر

---

[1] ابو داؤد، ترمذی وغیرہ عن ابن عباس [2] الروضۃ الندیہ ص۴ [3] فقہ السنۃ ۲۸/۱ [4] شرح بلوغ المرام سید احمد حسن ص۲ [5] ہدایہ ۱/۷۰ [6] نسائی و احمد عن ام ہانیؓ

موجود تھا) اسی طرح آپ نے اپنی صاحبزادی زینب کی میت کو نہلانے کے لیے پانی میں بیری کے پتوں اور کافور کی آمیزش کا حکم دیا[1] البتہ اگر کھجوریں وغیرہ پانی میں بھگوئی جائیں اور پانی اپنی ہیئت تبدیل کر کے نبیذ، شربت وغیرہ کی شکل اختیار کر لے تو اس سے طہارت وضو وغیرہ درست نہیں۔ حنفیہ اس سلسلہ میں ابن مسعود کی جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ ثابت نہیں ہے[2]

۱۱۔ نجاست آمیز پانی

آدمی کا پیشاب[3]، پاخانہ، گوبر، لید، خونِ حیض اور حرام جانوروں کا گوشت، لعاب وغیرہ نجس و ناپاک ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی چیز پانی میں مل جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ نجاست سے پانی کے تین بنیادی اوصاف رنگ، بُو اور ذائقہ میں سے کوئی ایک یا زیادہ تبدیل ہو جائے۔

۲۔ نجاست اتنی کم ہو کہ پانی کے اوصاف تبدیل نہ ہوں۔

پہلی صورت میں پانی بالاتفاق[4] نجس ہے اور اس سے غسل، طہارت وغیرہ درست نہیں۔

دوسری صورت میں (جب کہ پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ نہ بدلے) اختلاف ہے۔ اہل[5] ظاہر اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ:

"اس صورت میں پانی بہر حال طاہر رہتا ہے خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ۔"

دیگر فقہاء کہتے ہیں:

"اگر پانی کی مقدار کم ہو تو وہ نجاست کی آمیزش سے ناپاک ہو جائے گا خواہ اس کے اوصاف میں تبدیلی نہ ہو لیکن اگر مقدار زیادہ ہو اور اوصاف نہ بدلیں تو وہ طاہر رہے گا۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مقدار کی قلت و کثرت کا معیار کیا ہے؟

- امام شافعیؒ "حدیثِ قلتین[6]" کے پیشِ نظر دو بڑے مشکوں کو معیار بناتے ہیں۔
- اور امام ابوحنیفہؒ اور ان کے متبعین نے قیاس سے مختلف معیار مقرر کیا ہے۔

---

[1] صحیحین عن ام عطیة [2] بدایہ ۱: ۲۳ [3] الدر البھیة [4] بدایہ ۱: ۲۳، نیل الاوطار، ۱: ۴۲، المحلی ۱: ۱۳۵ [5] بدایہ ص۲۴ [6] رواہ ابوداؤد، ترمذی وغیرہ عن ابن عمرؓ

اس باب میں احادیث بھی مختلف[۱] وارد ہیں جن میں سے بعض سے قلیل پانی کا متحمل نجاست ہونا اور بعض سے نہ ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ علماء نے ان احادیث میں سے بعض کے رد اور دیگر کے قبول پر اپنے اپنے نقطۂ نظر سے مفصل کلام کیا ہے[۲] علامہ شوکانی[۳] نے:

اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ — پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

جیسی احادیث کو عام قرار دیتے ہوئے دوسری احادیث کو ان کا مخصص قرار دیا ہے اور حدیث:

اِلَّا مَا غَيَّرَ رِيْحَهُ اَوْ لَوْنَهُ اَوْ طَعْمَهُ — نجاست سے پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ بدل جائے تو وہ ناپاک ہے

کو حدیث قلتین کا مخصص بتایا ہے۔ ادھر علامہ ابن رشد نے 'بدایہ' میں پانی کی عدم نجاست کی احادیث کو جواز اور نجاست کی احادیث کو کراہت پر محمول کیا ہے۔

نتیجہ یہ کہ پانی قلتین سے کم ہو تو خواہ نجاست سے اس کے اوصاف نہ بدلیں، اس سے احتراز مناسب ہے[۴] اور اگر زیادہ ہو تو پھر بہرحال تبدیل اوصاف پر مدار ہوگا۔ اگر نجاست اوصاف تبدیل کر دے تو پانی ناپاک ہوگا ورنہ نہیں اور یہی اس پورے مضمون کا خلاصہ ہے کہ پانی کم ہو یا زیادہ، متحرک ہو یا ساکن، مستعمل ہو یا غیر مستعمل، پرانا ہو یا نیا ہر صورت میں طاہر و مطہر (پاک اور پاک کرنے والا) ہے۔ جب تک اس کا رنگ، بو یا ذائقہ نہ بدل جائے اور یہ تبدیلی کسی نجاست کی وجہ سے ہو[۵] اس کا پینا اور اس سے وضو، غسل، طہارت وغیرہ سب جائز ہیں۔ البتہ اگر پانی میں ایسی گندگی شامل ہو جائے جس سے اس کا رنگ، بو یا ذائقہ تو متاثر نہ ہو تاہم ایک سلیم الفطرت انسان اسے پینا پسند نہ کرے تو شرعاً اس کا استعمال جائز تو ہے، تاہم اس سے احتراز بہتر ہے[۶]

---

[۱] مثلاً ابو داؤد عن ابی سعید فی بئر بضاعة ان الماء لا ینجسه شیء۔ صحیحین عن انس فی بول الاعرابی فی المسجد۔ ابو داؤد وغیرہ عن ابی هریرة فی النهی عن البول فی الماء الدائم وفی غسل الیدین بعد الاستیقاظ من النوم۔ حدیث قلتین وغیرہ [۲] ملاحظہ ہو نیل الاوطار۔ احکام الاحکام اور التلخیص الحبیر [۳] نیل الاوطار ص۲۰ [۴] نیل الاوطار ص۲۲ [۵] نیل الاوطار ص۲۱ [۶] الدر البهیه [۷] بدایہ ص۲۶ وحد الكراهية عندی ما تعافه النفس وتری انه ماء خبیث وذلك ان ما یعاف الانسان شربه یجب ان یجتنب استعماله فی القربة الی الله تعالیٰ